تجلیات

(شرحِ دعائے سِمات)

علامہ سید عقیل الغروی

مکتبۂ کائنات، دلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجلیّات

(شرحِ دعاے سمات)

علامہ سید عقیل الغروی

مکتبۂ کائنات، دلّی

نام کتاب	:	تجلیات (شرح دعاء سمات)
تالیف	:	حجۃ الاسلام علامہ سید عقیل الغروی
سرورق	:	جناب محمد شعیب (دلی)
تصویر	:	جناب سعید آغا (ہیوسٹن امریکہ)
ناظم اشاعت	:	ڈاکٹر ایم۔ آر قاسمی (علیگ)
کمپوزنگ	:	کلاسیکل کمپیوٹر (دلی)
پہلا اڈیشن	:	۲۰ رجمادی الثانیہ ۱۴۲۴ھ (اگست ۲۰۰۳ء)
طباعت	:	ایرانین آرٹ پرنٹرز دلی

ناشر

مکتبہ کائنات

(مرکزی دفتر) 40-41/امام باڑہ لین، رشید مارکیٹ ایکسٹنشن، دلی۔51

فون: 22506727

(شاخ دفتر) سفینہ روڈ، S-9/21، جوگا بائی ایکسٹنشن، جامعہ نگر، نئی دلی۔25

فون: 26980120

عرض ناشر

اللہ ہی کے سہارے، جس کا فیض عام اور عنایتیں خاص ہیں!

مکتبہء کائنات

کا

تصنیفی

تالیفی

اور اشاعتی منصوبہ

نظریاتی اعتبار سے

سخنِ حق

اور

حقِ سخن

کا پابند ہے !

ادارہ

فہرست

انتساب

خنکیِ چشمِ رحمت

سیدۂ کونین

حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے

نامِ نامی، اسمِ گرامی اور

وسیلۂ فیضِ الٰہی

سے مُعنوَن ہونا ہی

اِن اوراق کی تالیف اور اشاعت کا

حقیقی جواز ہے !

ناچیز

مؤلف

اہدائے ثواب

اس کاوش کا ثواب

اپنے والدین کریمین کی نذر کرتا ہوں

جن کی آغوشِ تربیت نے مجھے

دعا اور مناجات کا

عاجزانہ، والہانہ

عاشقانہ اور عارفانہ

ذوق وشوق عطا کیا !

ناچیز

عقیل عفی عنہ

حرفِ تقدیم

اللہ ہی کے سہارے، جس کا فیض عام اور عنایتیں خاص ہیں!

خالق و مخلوق کے درمیان پایا جانے والا مستحکم ترین رشتہ دعا ہے!
حرف دعا میں بندے کی جلا اور تاثیر دعا میں رب کی تجلی مشاہدے میں آتی ہے۔

ہماری زبان میں یوں تو دینی اور مذہبی موضوعات پر کتابوں کی کمی نہیں خصوصاً اوراد و وظائف اور ادعیہ واذکار کے بھی بے شمار مجموعے...... دستیاب ہو جائیں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دعاؤں کے ادب العالیہ کی شرح و تفسیر کا کام کما حقہ اردو زبان میں نہیں ہوا ہے اور یہ قرض ہے جو اس زبان و ادب پر باقی ہے۔

مقام شکر ہے کہ مکتبۂ کائنات کے موجودہ اشاعتی منصوبے میں بطور خاص اس بات کا خیال رکھا گیا ہے جس کا آغاز دعائے سمات کی شرح سے کیا جا رہا ہے۔ انشا اللہ اس کے بعد مکتبہ دعائے صباح، دعائے افتتاح، دعائے عرفہ اور دعائے جوشن کبیر کی انتہائی مبسوط اور مدلل شرحین پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔

''تجلّیات'' درحقیقت دعائے سمات کے الفاظ کو سمجھنے کی ایک کوشش ہے۔اس کی موجودہ اشاعت میں بعض خالص ادبی اور تاریخی مباحث جو بوقت تدریس بہت تفصیل سے پیش کیے گئے تھے مخصوص فنی حیثیت اور اختصار کے پیش نظر حذف کردیے گئے ہیں ضرورت سمجھی گئی تو انشاالله آئندہ اشاعت میں شامل کرلیا جائے گا۔

میری دعاہے کہ رب کریم اس کے مؤلف برادرِعزیز حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید عقیل الغروی صاحب سلمہٗ الله تعالی کو اسی طرح دوسرے اہم عرفانی اور ادبی مُتون کی شرح وتفسیر کے مواقع عنایت فرمائے اور خدمتِ دین وملت کی توفیق ہم سب کے شامل حال رکھے آمین!

امید ہے کہ یہ کتاب صاحبان فکر ونظر اور علم وادب کے لیے سرمایۂ نقد وتحقیق اور عام مؤمنین کرام کے لیے مایۂ تربیت وتعلیم ثابت ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

ناچیز
ہدایتی عفی عنہ

تمہید

تا چند پست فطرتیِ طبع آرزو
یارب ملے بلندیٔ دستِ دعا مجھے!
غالبؔ

تجلیات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبحمدہ

والصلاۃ والسلام علیٰ النبی وآلہٖ

و علیٰ المنتجبین من اصحابہ و اتباعہٖ

معبودِ برحق کے معصوم بندوں نے جو کلمات دعا اور مناجات کے عنوان سے ارشاد فرمائے ہیں وہ انسانی ادب میں روحانی مطالب کے سرچشموں کی حیثیت رکھتے ہیں اور لسانی ومعنوی دونوں پہلوؤں سے بے حد توجہ کے مستحق ہیں۔

بقولِ علّامہ حسن حسن زادہ آملی:

''ہر یک از ادعیۂ ماثورہ مقالۂ علمیۂ پیغمبری یا امامی علیہم الصلاۃ والسلام است''

''ادعیۂ ماثورہ میں سے ہر ایک دعا پیغمبر یا امام کا ایک مستقل علمی مقالہ ہوتا ہے''

ایک اور مقام پر وہ یہ نکتہ اِفادہ فرماتے ہیں:

''لطائف واسراری کہ در ادعیہ استفادہ می شود در روایات

دیدہ نمی شود، عِلتّش این است کہ درروایات با مردم محاورت داشتند وبکنہ عقلِ خودشان با آنہا سخن نگفتند ...... امّا با خداوندِ متعال بکنہ عقلِ خودشان مناجات ودعا داشتند''

''جو رموز ونکات دعاؤں میں پائے جاتے ہیں وہ روایات میں نظر نہیں آتے اس کی وجہ یہ ہے کہ معصومین (علیہم السلام) روایات میں عام لوگوں سے گفتگو فرماتے تھے اور اپنی کنہِ عقل سے (اپنی علمی اور عقلی بلندی سے) گفتگو نہیں فرماتے تھے، لیکن خداوند مُتعَال سے وہ اپنے کمالِ عقلی کی منزل سے مناجات ودعا فرماتے تھے''

یہ بات اپنی جگہ، تاہم جو دعائیں معصومین علیہم السلام سے مروی ہیں ان میں سے بیشتر وہ ہیں جو ائمہّ ہُدیٰ علیہم السلام نے عام لوگوں ہی کو تعلیم فرمائی ہیں اور ان میں عقل بشری کی عام سطح و ظرفیّت ہی کا لحاظ فرمایا ہے۔ اس کے باوجود یقیناً دعائیہ متون کا لفظی اور معنوی رنگ وآہنگ عام روایات سے بہت زیادہ مختلف، مُتفاوِت اور ممتاز ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ عام روایات میں

راویوں نے الفاظ و عباراتِ معصومین کو مِن وعَن محفوظ رکھنے اور نقل کرنے کی کوشش نہیں کی جب کہ ''دعاؤں'' کے الفاظ و عبارات کو ''تاثیرِ دعا'' کے حفظ و حصول کی خاطر پورے اہتمام سے نقل کیا گیا۔ چنانچہ اگر بہ اعتبارِ سند صحت و یقین حاصل ہو جائے تو دعاؤں کے متون سے ائمہ ہدیٰ علیہم الصلاۃ والسلام کے خاص اسلوبِ کلام کی ادبی بحث کو بھی بے بہا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ جو عام روایات کے متون سے کسی بھی طور پر حاصل نہیں ہوسکتا۔ رہی اُن فقروں کی نشاندہی جو معصومینؑ نے اپنی کنہِ عقل سے ارشاد فرمائے ہیں اِن دعائیہ متون میں بھی بے حد دشوار ہے۔ پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ ان دعاؤں کا سادہ سا ترجمہ چاہے وہ تحت اللفظی ہو یا آزاد، ان کے مضمرات کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ یہی سبب ہے کہ ہمارے انتہائی بزرگ مرتبہ علماء نے بعض دعاؤں کی شرح وتفسیر کا خصوصی اہتمام فرمایا ہے۔ لیکن یہ تمام شرحیں عربی یا فارسی میں لکھی گئی ہیں اردو میں ایسی کوئی مفصل شرح غالباً نہیں لکھی گئی۔

اس عاجز نے ابتداءً بعض دعاؤں کو جامعۃ الثقلین، حوزہ

علمیۂ دہلی میں باقاعدہ درس و بحث کا موضوع بنایا اس کے بعد ان مطالب کو اردو زبان میں اربابِ ذوق کی خاطر تحریری شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اُمید ہے کہ یہ کوشش پسندیدگی کی نظر سے دیکھی جائے گی۔

وما توفیقی اِلّا باللّٰہ علیہ توکلّتُ وَالیہ اُنیب!

ناچیز

عقیل عفی عنہ

۱۰ رمضان المبارک ۱۴۳۲ ہجری

جامعۃ الثقلین دلّی

اہمیّت وسَند

اَوراد و وَظائف کے مذہبی مجموعوں سے لے کر صحائفِ ادب تک دعائے سمات کی شہرت بے نظیر ہے۔

اِس کی سند کے تعلق سے مُحدث جلیل علامہ مجلسیؒ نے بحارالانوار میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی سند امام زمانہ حضرت حُجتِ ابن الحسن العسکری عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے نائبِ خاص جناب محمد بن عثمان بن سعید عَمریؒ تک منتہی ہوتی ہے۔[1] اُن کی صراحت اور دیگر شواہد کے بموجب یہ ایک کے بعد ایک ائمہٗ دِین واولیائے معصومین علیہم السلام سے نقل ہوتی آئی ہے۔ ظاہر ہے کہ سند کے تعلق سے اس سے زیادہ جستجو ہمارے لیے اس وقت کوئی معنوی ثمرہ نہیں رکھتی۔ البتہ سَنَد ومتن کے تفصیلی اور تحقیقی مطالعہ کے لیے بطورِ خاص جن کتابوں سے مدد لی جاسکتی

---

[1] بحارالانوار میں علامہ مجلسیؒ نے اپنا سلسلہ اس طرح مرقوم فرمایا ہے: وجدت بخط الشیخ الاجل شمس الدین محمد بن علی الجبعی جد شیخنا العلامہ البہائی قدس اللہ رُوحَہما ماھٰذا لفظہ : " دعاء السمات وھوا لمعروف بدعاء الشبور و یستحب الدعاء بہ فی آخر ساعۃٍ من نھار الجمعہ، رواہ ابوعبداللہ احمد بن عیاشی الجوھري قال حدثنی ابوالحسین، عبدالعزیز بن احمد بن محمد الحسینی قال حدثنی محمد بن علی بن الحسن بن یحییٰ الراشدي من والد الحسین بن راشدی قال حد ثنا الحسین بن احمد بن عمر بن الصباح قال حضرتُ مجلس الشیخ ابی جعفر محمد بن عثمان بن سعید العمري قدس اللہ روحہ فقال : الخ (بحار ج ۹۰، ص ۵۹، روایت ۳۱ باب ۸)

ہے، اُن میں سے چند کے نام یہاں ذکر کر دینا ضرور مناسب ہوگا۔ مثلاً:

☆ بحارالانوار	ج ۱۳-اور ج ۹۰-علامہ مجلسیؒ
☆ کشکولِ بہائی	علامہ بہاء الدین العاملیؒ
☆ کتاب المصباح	سید ابن باقیؒ
☆ نفائس الفنون وعرائس العیون۔	علامہ شمس الدین محمد بن محمود آملیؒ
☆ مَجانی الادب	لُویس شیخو
☆ مفاتیح الجنان	علامہ شیخ عباس قمیؒ
☆ وظائف الابرار۔	مولانا حافظ سید فرمان علی رضوی
☆ البلد الامین والدرع الحصین	"شیخ الکفعمیؒ"، شیخ ابراہیم بن علی بن
☆ المصباح فِی الادعیۃ والصلوٰت والزیارات۔	الحسنبن محمدالکفعمی

اور بطور خاص ان ہی شیخ کفعمی کی کتاب صفوۃ الصفات فی شرح دعاء السمات۔

عنوانِ دعاء

اس دُعا کا نام بھی لفظاً اور معنیً دونوں لحاظ سے انوکھا اور فکر انگیز ہے۔

لفظِ ''سِمات'' ''سِمَة'' کی جمع ہے، جس کے معنی علامت یا نشانی کے ہیں۔ سِمات یعنی علامتیں، نشانیاں، آثار۔ اِس دُعا کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ یہ دُعا ''اِجابت آثار'' ہے۔

یعنی یہ وہ آئینہء دعا ہے کہ بجائے خود جوہرِ تاثیر سے دَمَک رہا ہے، گویا، دعائے سمات کے تعلق سے غالبؔ کے ایک شعر میں تھوڑی سی ترمیم کر کے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ؎

اِس دعا کا ہے وہ رُتبہ کہ زہے حُسنِ قبول
خود اجابت کہے ہر حرف پر سو بار آمین

عبرانی میں بھی 'نام کے لیے (שֵׁם) اور' علامت یا

نشانی کے لیے (שָׁמַיִם) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ ذکر اس لیے کر دیا گیا کہ آئندہ صفحات میں بھی ایسے کئی الفاظ آئیں گے جو عربی اور عبرانی میں کئی وجوہ سے تقریباً مشترک ہیں یا جن کی اصل عِبرانی ہے اور وہ جوں کے توں عربی میں اور خاص طور پر اس دُعا کے متن میں آئے ہیں۔

یہ بھی بعید نہیں ہے کہ عنوان دُعا میں لفظِ سِمات، عبرانی لفظ ''شما'' یا ''شمائیم'' (שָׁמַיִם) سے ماخوذ ہو جس سے ''بلندیوں کی دعا'' کے معنی حاصل ہوں گے۔

شکوہِ متن

کلام ائمہ معصومین علیہم السلام کے دوسرے نمونوں کی طرح اِس دعا کا متن بھی بجائے خود ادب و انشا کا ایک اچھوتا شاہکار ہے۔ یہ نثر نہیں مافوقِ نثر ہے۔ ''نظریۂ تثلیثِ بیانْ (Communicativetrilogy) کے نُقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو اسے بلا تکلف خِطابی وسیلۂ اظہار و بیان کا شہ پارہ ماننا پڑے گا۔ کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ بظاہر یہ پوری دعا صرف ایک ہی استدعا اور گویا ایک ہی ''جُملہ'' کی حیثیت رکھتی ہے۔ نحوی اعتبار سے یہ صرف ایک 'کلام' ہے اور کتنا طویل ہے اور کس بلا کا ارتکاز ہے اس میں، ادب و انشاء کا یہ نادر نمونہ کسی بھی چشمِ فن شناس کو خیرہ کر دینے کے لیے کافی ہے!

''اللہم'' جس کے معنی ہیں ''یا اللہ'' ''اے معبودِ برحق'' یہ ''نِدا'' ہے، سر آغازِ دعا ہے اور حرفِ استدعاء ہے۔ اب ذرا غور کیجئے کہ اس کے بعد اصل استدعا، اصل طلب اور اصل مدعا جس

کے لیے بعض نُحاۃ نے ''جوابِ ندا'' یا ''جوابِ دعا'' کی اصطلاح وضع کی ہے، کیا ہے؟ اور اس کا ذکر کہاں پر آیا ہے؟

نحوی تجزیہ وترکیب کے لحاظ سے ظاہر ہے ''اللھم'' جملۂ مستانفہ ہے اور بنابراصل نحوی کوئی محل اعراب نہیں رکھتا، اس کے بعد مسلسل قسمیہ انداز کے جملے ہیں، جو متن دعا میں، الحاح والتجا میں زور پیدا کر رہے ہیں۔ قسم اگر خالق کی طرف سے کھائی جائے تو وہ بندوں کے لیے الزامی حجت کی حیثیت رکھتی ہے، اور اگر خالق کے حضور میں بندوں کی طرف سے کھائی جائے تو اس سے التجا اور الحاح وزاری کا حسن وکمال ظاہر ہوتا ہے، ایسی قسمیں اپنے اندر توسل اور استشفاع کا مفہوم رکھتی ہیں۔ بعض نُحاۃ نے اس کے لیے قسم استعطافی کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

اس سے قطع نظر، اس متن میں معانی اور بیان کے جو صنائع، بدائع اور محسِّنات ہیں، تفصیل کے ساتھ اُن کے ذکر کرنے کا موقع نہیں ہے، اس وقت متفرق طور پر چند نکات ہی کا تذکرہ ہو پائے گا۔

درسی تقاضہ کی تکمیل کی خاطر سب سے پہلے اس متن میں آنے والے بعض خاص الفاظ اور تراکیب پر نظر ڈال لینا مناسب ہوگا۔

یہ ''دُعا'' عالم ایجاد و تکوین اور عالم عمران و تشریع دونوں عوالم کے اہم ترین حوالوں کی جامع ہے۔ اس کے ابتدائی حصہ میں عالم ایجاد و تکوین کے حوالے ہیں اور آخر کے حصہ میں عالم عمران و تشریع کے، پہلے حصہ میں کوئی ایسا ''غریب'' لفظ نہیں آیا ہے جس پر اس مختصر تشریح میں علیحٰدہ بحث کی جائے۔ اگر چہ اس حصہ میں بعض مطالب بہت زیادہ بحث طلب ہیں۔ اِن پر ہم ذرا بعد میں گفتگو کریں گے۔ یہ حصّہ ''اللھم اِنّی اسئلک'' سے شروع ہوکر وجَعَلْتَ رُویتھا لجمیع الناس مَرئً وَاحِداً'' پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے دوسرے حصہ میں ضرور بعض الفاظ اور بعض تراکیب اور بعض اسماء علیحٰدہ تشریح کے مستحق ہیں۔ مثلاً ''احساس الکرّوبین''، ''غمائم النور''، ''تابوت الشہادہ'' اور قبۃُ الرّمان یا قبۃُ الزّمان وغیرہ۔ ایسے تمام الفاظ اور تراکیب جو

اس حصہ کو پڑھنے سے پہلے سمجھ لینے ضروری ہیں ہماری نظر میں یہ ۱۴ کلمات ہیں:-

۱۔ احساس الکرّوبین

۲۔ غمائم النور

۳۔ تابوت الشہادۃ

۴۔ عمودالنار

۵۔ طورسیناء

۶۔ جبلِ حوریث

۷۔ بحرِ سوف

۸۔ مسجدالخیف

۹۔ بئرِ شیع

۱۰۔ بیت ایِل

۱۱۔ قبۃ الرُّمان یا قبۃ الزّمان!

۱۲۔ سَاعِیر

۱۳۔ جبلِ فاران

۱۴۔ رَبَوات المقدسین

۱۔احساس الکرّوبین :

اس کے معنی ہوں گے مُقرّبین کی سرگوشیاں، یہ احساس، حِس اور حَسیس کے مادّے اور مشتقّات سے ہے۔ الحسیس یعنی الصوت الخفي، دھیمی آواز، اور کروبین، کَرَبَ بمعنی قرُب سے ہے۔ چنانچہ کروبین یعنی مُقرّبین۔

اُردو میں بھی کرّوبیاں کا لفظ اِس مشہور شعر میں آیا ہے ؎

درد دِل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

یہ لفظ ملائک یا ملائکہ (جمعِ مَلَک) کا بالکل مترادف نہیں

ہے بلکہ مفہوم اور مصداق دونوں لحاظ سے اس سے زیادہ عمومیت اور وسعت رکھتا ہے۔

۲۔غمائم النور :

عربی شارحین نے لکھا ہے کہ ''**ھی غمائم کانت تظل بنی اسرائیل من عین الشمس** ''چشمۂ آفتاب کے یہ نور پارے، نورانی بادل، سحابِ نور، حکمت و مصلحت الٰہیہ کی بنا پر نعمت الٰہیہ کے طور پر بنی اسرائیل پر سایہ فگن یا ضیا پاش و نور بار رہا کرتے تھے۔

۳۔تابوت الشہادۃ :

وہ صندوق ہے جس میں جواہر کی تختیاں تھیں جن میں وہ دس 'کلمات' تھے جو حضرت موسیٰ (**علیٰ نبیّنا و علیه السلام**) پر نازل ہوئے تھے۔ اہلِ کتاب یہود کہتے ہیں کہ یہ ''تابوتِ موسیٰ'' علیہ السلام ناحیۂ کرزیم (**Karzeem**) میں، جو طور سینا کے نواحی میں تھا، لا کر رکھ دیا گیا تھا۔ جس پر دن میں بادل سایہ فگن رہتا تھا اور رات میں ایک تُتُقِ نور ضیا پاش رہتا تھا۔

۴۔ عمود النّار :

اِس کا ذکر ''تابوتِ شہادت'' کی تشریح کے ضمن میں آگیا کہ یہ ایک نورانی ستون تھا جو تابوتِ شہادت پر قائم رہتا تھا۔

۵۔ طورِ سَیناء :

''طور'' پہاڑ کو کہتے ہیں اور سَیناء یا سِینا یا سینین ایک درخت ہے غالباً یہ زیتون ہی کے درخت کا دوسرا نام ہے۔ اربابِ لغت کا ایک قول یہ بھی ہے کہ ہر وہ پہاڑ جس پر نباتات اور درخت پائے جائیں ''طورِ سَیناء'' ہے یا ہر وہ پہاڑ جس سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ البتہ یہ طورِ سیناء جس کا یہاں پر ذکر ہے بلاشبہ شامات کے علاقہ کا وہ پہاڑ ہے جو حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی نسبت سے مُفتخَر ہے۔

جی چاہتا ہے کہ یہاں پر اُن روایات کا ذکر بھی کیا جائے اور ان کی معنویت پر بھی غور کیا جائے جن میں ائمۂ اہلبیتِ رسول علیہم السلام سے مروی ہے کہ ''طورِ سینا'' نجفِ اشرف یا غری

اور اس سے متصل ظہرالکوفہ اور وادی السلام کا علاقہ ہے اور ''بُقعہٗ مبارکہ'' سے مُرادسرزمینِ کربلا ہے! لیکن اَب اِس وقت اِن تعبیرات سے متعلق تفاصیل عرض کرنے کا موقع نہیں ہے۔

۶۔ جَبَلِ حوریث :

یہ مَدْیَن کے علاقہ کا وہ پہاڑ ہے جس پر سب سے پہلے حضرت موسیٰ سے خطاب ہوا۔

۷۔ بحرِ سُوف :

علامہٗ کفعمیؒ نے لکھا ہے کہ ''اس کے لفظی معنی بہت گہرے سمندر کے ہیں'' بحر بعید القعر'' عبرانی میں ''یم سوف'' کہتے ہیں۔ (یم یعنی بحر اور سوف یعنی گہرا) یہاں مراد بحرِ قلزم ہے جو بحرالھند کا ایک شعبہ ہے''۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ عبرانی میں یم (ים) تو بحر کو کہتے ہیں لیکن گہرے یا عمیق کے لیے عبرانی میں عموق (עמק) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور سوف (סוף) نرسل یا نرکل (Reed یا Bulrush) کو کہتے

ہیں۔ چنانچہ یم سوف ([illegible]) Sea of the reeds کا توراتی ترجمہ ہے جو تاریخی، جغرافیائی لحاظ سے بحر احمر کے شمال مغربی حصے کا نام ہے۔ اس کا ذکر اس لیے آیا ہے کہ یہ بحر جناب موسیٰ کی گزرگاہ بن گیا تھا اور فرعون کے لیے قتل گاہ۔ اور یہ عظیم الشان واقعہ پروردگار عالم کی عظیم حکمت وقدرت کا انتہائی حیرت انگیز اظہار تھا جو تجلّی طور سے کسی طرح کم نہ تھا۔ تاہم اگر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزۂ شقّ القمر کو نگاہِ غور سے دیکھا جائے تو وہ اِس سے بھی برتر معجزہ نظر آئے گا۔ اس بارے میں بعض عرفائے ابرار نے فرمایا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معجزۂ شق القمر حضرت موسیٰؑ کے معجزۂ فلَقِ بحر یا شقِ بحر سے زیادہ بڑا معجزہ اس لیے ہے کہ سمندر کو شق کر دینے میں قوتِ اعجاز کا اظہار صِرف سطحِ زمین تک ہی محدود رہتا ہے جبکہ شق القمر کے واقعہ میں آسمانوں تک قوت اعجاز کا اظہار ہوتا ہے۔

۸۔ مسجدُ الخَیف :-

یہ ''حرمِ الٰہی'' شہر مکہ سے باہر امتحان گاہِ حضرت ابراہیم

خلیل اللہ اور قربان گاہِ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ یعنی مِنٰی کے میدان میں .... پہاڑ کے دامن میں ایک انتہائی مقدس اور متبرک مسجد ہے۔ جس کے لیے اسلامی روایات میں مشہور ہے کہ ۷۰ یا اِس سے بھی زائد انبیاء نے اس مقام پر نماز پڑھی ہے اور حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے وَصیِ بَرحق حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام اس مسجد میں بے حد انہماک سے نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ دعائے سمات میں جس طرح اس کا حوالہ آیا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر خلیلِ حق جناب ابراھیم علیہ السلام پر خاص تجلّی ربانی ہوئی تھی۔ عجب نہیں کہ "وَنُرِيَ اِبْرَاهِيمَ مَلَكُوْتُ السَّمٰوٰاتِ وَالاَرْضِ"، اسی کا قرآنی حوالہ ہو! یا آیہ قُرآنی "رَبِّ اَرِنِی كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى" کے ضمن میں بیان ہونے والا حیات بخش وحیات خیز وتجلّی بار واقعہ اسی مقام پر پیش آیا ہو!!

۹۔ بئرِ شیعؑ :

بئر یعنی کنواں، چاہ، اور شیع ممکن ہے کہ "شاعتِ الناقہ" سے ہو اور ممکن ہے کہ "شیع الاولین" سے۔ کہتے ہیں کہ ایک کنواں تھا جو پوشیدہ ہو گیا تھا۔ ابو مالک نامی ایک حکمراں کے زمانے میں حضرتِ اسحٰق نے اُسے جاری کرایا، اِسی لیے اس کا نام بئرِ شیع پڑ گیا۔

بعض حضرات نے اسے بئر سبع پڑھا ہے۔ اس کی توجیہہ میں کہا گیا ہے کہ ابو مالک بادشاہ سے حضرت اسحٰق نے اسے سات مینڈھوں یا اُس دَور کے سات کارآمد اسلحوں کے عوض حاصل کیا تھا اس لیے اس کا نام بئر سَبْع پڑ گیا۔ چونکہ سبع کے معنی سات ہیں۔ عبرانی میں سبع کو شبا (שבעה) کہتے ہیں۔

۱۰۔ بیت ایل :

بیت عربی اور عبرانی دونوں زبانوں میں گھر کے معنی میں آتا ہے۔ اور ایل عبرانی میں اللہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ بیت ایل کے معنی بیت اللہ ہوئے اور یہاں پر اس سے مراد بیت المقدس ہے۔

۱۱۔ قبۃ الرُّمان :

لفظی ترجمہ ہوگا ''انار کا گُنبد'' لیکن اس کی حقیقت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے کسی مَعبد کا گنبد تھا جس میں انہوں نے ''سونے کا انار'' آویزاں کر رکھا تھا۔ جس طرح ہمارے ملک میں مندروں کے دروازوں پر اور ان کے وسط میں گھنٹیاں آویزاں رہتی ہیں۔ بس اسی مناسبت سے اسے قبۃ الرُّمان کہتے تھے۔ اس گنبد میں یہ سونے کا انار کس وجہ سے آویزاں کیا گیا تھا؟ اِس بارے میں خود اسرائیلی روایتیں ہمارے لیے قابلِ التفات اور سود مند نہیں ہیں۔ بعض اصحابِ علم وخبر نے اسے ''قبۃ الزمان'' پڑھا ہے اور کہا ہے کہ اس سے مراد ''بیت المقدس'' ہے۔ اگر حقیقتاً یہ ''قبۃ الرّمان'' ہے تو یقیناً بے حد معنی خیز اور عرفانی مطالب کی جستجو کے لیے بے انتہا فکر انگیز عنوان ہے۔ جس کے تعلق سے مطالب کا بیان یہاں پر بہت مشکل ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ یہ 'غمائمِ نور' یعنی نورانی بادلوں اور عُمود النار، یعنی ستونِ آتش یا ستونِ نور کی طرح حضرتِ باری تعالیٰ کی طرف سے جنابِ موسیٰ علیہ السلام کو ایک خصوصی نشانی

کے طور پر عطا کیا گیا ہو جو ہمیشہ ان کے ساتھ ساتھ رہا کرتا ہو، جس طرح دنیاوی بادشاہوں کا تختِ رواں ہوا کرتا تھا۔

۱۲۔ ساعیر :

کہا گیا ہے کہ جبلِ حوریث اور طور سیناء کی طرح یہ بھی ایک پہاڑ کا نام ہے جس کا دوسرا نام جبل الشراب بھی ہے۔ اور اس کو جناب عیسیٰ علیہ السلام سے ویسی ہی خصوصیت ہے جیسی کہ جبلِ رحمت کو آنحضرات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ ایک قبّہ (گنبد) تھا جو حضرت موسیٰ کے ساتھ ساتھ رہتا تھا، جیسے کسی بادشاہ کا 'تختِ رواں' اس کے ہمراہ رہتا تھا۔ لیکن یہ آخری تعبیر ساعیر کے بجائے "قبۃ الزمان" کے لیے ہی زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔

۱۳۔ جَبَلِ فاران :

یہ مکّہ مکرمہ کے قریب مشہور اور متبرک پہاڑ ہے جس پر حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ربِ کریم سے دعا و مناجاۃ فرمایا کرتے تھے۔

۱۴۔ ربوات المقدسین :

رَبوات، ربوۃ کی جمع ہے جو مٹی یا ریت کے ٹیلوں کو کہتے ہیں۔ یا چھوٹی پہاڑی کی نیچی نیچی چوٹیوں کو بھی ربوات کہہ دیتے ہیں۔ یہاں پر مراد جَبَل سینا کے وہ نشیب و فراز ہیں جن کے درمیان حضرت موسیٰؑ پر تجلیات اِلٰہیہ کا سلسلہ رہا۔

اِن الفاظ و اسماء کی یہ بہت سطحی اور صرف لفظی تعریف و توضیح ہے۔ اِن کی باطنی اور تاویلی تشریحات اور تعبیرات اور توریت و انجیل کے قابلِ اعتماد اور لائقِ اعتنا لغات اور تفاسیر کی روشنی میں اِن کے بارے میں مزید تفصیلات پیش کرنے کا یہاں موقع نہیں ہے۔

فرازِ معنی

(۱)

متن کے مشکل الفاظ کی تشریح کے بعد اس کے بعض اہم مضامین اور مُضمرات کی طرف وضاحتی اشارے بھی ضروری ہیں۔

پہلے عرض کیا گیا کہ اس دُعا کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصہ میں عالمِ ایجاد و تکوین کے حوالے ہیں، اس میں حقیقۃً کونیاتی اور طبیعیاتی حقائق کا مُعجز نگارانہ بیان ہے۔ مثلاً:

(ا) سب سے پہلے آسمان کے بند دروازے اور ان کا کھلنا، زمین کے تنگنائے اور اُن کی کُشادگی، .... اس جہانِ مَرئی و مَشہود، اس جہان ظاہری، اس خاکنائے دہر اور اس کے دامن میں بکھرے اور سمٹے ہوئے تمام مکانی اور مکانیاتی، زمانی اور زمانیاتی جزئیات اور اُن کی تہوں میں ''آسودۂ خاک'' اور ''منتظرِ

نگاہِ چالاک'' حقائق کا حضورِ حق سبحانہ وتعالی میں شکر گزارانہ، ثنا گسترانہ اور عاجزانہ بیان ہے۔ ساتھ ہی ساتھ اربابِ فکر وتعقُّل کے لیے ان حقائق ومظاہر کے بارے میں تفکر اور تعمق کی غیر معمولی دعوت بھی ہے۔

(۲) وبجلال وجھک الکریم .... یہ جلال وقہّاریّتِ الٰہیّہ کے حوالے سے اس ذرّہ ذرّہ، لمحہ لمحہ بکھر بکھر کے نابود ہوتے رہنے کی خاصیت اور خصوصیت رکھنے والے زمانیات کے عالم کی ...... آغوشِ دہر میں سمٹ کر سجدہ ریزی کی حیرت انگیز کیفیت کی لفظی عکّاسی بھی ہے اور توجیہہ بھی۔

(۳) و بقوتک الّتی بھا تمسکُ السماء ان تزولا'' یہ کونیاتی اور طبیعیاتی قوتوں (Universal forces) کے حقیقی اِفاضہ کی نقاب کشائی ہے۔

(۴) وَ بِمَشِیّتک الّتی دَانَ لھا العالَمون........... ۔ یہ دَوامِ مَشیّت اور استمرارِ ارادۂ الٰہیہ اور بقائے اختیارِ الٰہی کی بات ہے کہ ''ید اللہ مغلولہ'' کا قائل حرفِ

باطل کا قائل ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ "بَل یداہ مبسوطتان!

(۵) وَ بِحِکْمَتِکَ الَّتِي صَنَعْتَ بِهَا الْعَجَائِبَ وَ خَلَقتَ بِهَا الظُّلمَه.......... الخ"

واقعاً کون کبھی یہ سوچنے کی زحمت کرسکتا ہے اور اس عالم طبیعیات کے گہرے اسرار و رموز کو جاننے والے علماء (سائنس داں) بھی یہ بھلا کب سوچ سکتے ہیں کہ یہ سایہ، یہ ظلمت، یہ اندھیرا کہاں سے آگیا، کس حکمت اور کس حُسنِ صنعت سے پیدا ہوگیا، اور کس قدر خنکی اور راحت کا سامان مہیّا کرگیا.......... جب کہ ضمیرِ کائنات میں نور و نار، تنویر و تابش، حرکت و حرارت اور التہاب و سوزش کے سوا کچھ بھی نہیں۔

(۶) "وَ جَعَلْتَ رُؤْيَتَها لِجَمِعِ النَّاسِ مَرْءً وَاحِداً"

اس فقرے کا مفہوم بعض حضرات نے یہ لیا ہے کہ "تو نے اپنے اس شاہکار کی نمائش اور دیکھنے دکھانے کے معاملے میں سب کے لیے ایک جیسا برتاؤ رکھا جو چاہے اور جب تک چاہے آنکھیں

سینکتا رہے'' اس ناچیز کا خیال ہے کہ اس فقرے سے مراد یہ ہے کہ: 'معبود کیسی تہہ دار' کیسی آسمان در آسمان ، فلک در فلک ، افق در افق ، طبق اندر طبق ، یہ کائنات خلق فرمائی ، کیا حسنِ انتظام کے ساتھ تمام اجرام واجسام ، ثوابت وسیار اور کواکب ونجوم کو منظّم کیا اور سجایا ، اِس ایک عالمِ ہستی میں کتنی اور کیسی کیسی دنیائیں آباد کرڈالیں ، لیکن دیکھنے میں یہ عام لوگوں کے لیے جیسے ''بس ایک ہی جہان ہے'' ۔ عام لوگ تو زمان ومکان کا بس ایک ہی اور انتہائی سادہ سا شعور رکھتے ہیں اور یہ بھی تیری حُسن کاری اَور حُسنِ تلطُّف کی ایک ادا ہے!

(۲)

اِس کے بعد اِس جلیل القدر اور عظیم الشان دُعا کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جس میں بیشتر عالمِ عمران وتشریع کے حوالے ہیں ۔ اگرچہ اس میں بھی درمیان میں بعض کلمات طبیعیاتی حوالے کے آئے ہیں لیکن انھیں مجازی ، استعاراتی اور علامتی معانی پر محمول

کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ اس لیے کہ وہ بنیادی طور پر عمرانیاتی اور تشریعیاتی حقائق اور آثار کا مصوّرانہ بیان ہیں۔

اس حصہ میں بیشتر اولوالعزم انبیاء علیہم السلام پر رب کریم کے خصوصی الطاف وعنایات، انعامات وعطیات کا ایمان افروز، یقین خیز اور حکیمانہ بیان ہے۔ بجائے خود اس حصہ کو مزید کئی ٹکڑوں میں بانٹ کر علیحٰدہ علیحٰدہ شرح وتفسیر اور توجیہہ وتاویل بیان کرنے کی بہت گنجائش ہے۔

اس ضمن میں جن مقامات ومنازل کا ذکر آیا ہے، جن کے بارے میں شروع میں کچھ وضاحتیں پیش کی گئیں، ان مقامات کی اہمیّت یہ ہے کہ وہ بندوں پر پروردگار کی خاص خاص اور بڑی بڑی عنایتوں کی اور پروردگار پر بندوں کے زبردست ایمان اور غیر متزلزل یقین کی نشانیاں ہیں۔

جیسے دنیوی بادشاہوں کی بادشاہتیں مٹ جاتی ہیں لیکن اُن کے کچھ آثار سامان عبرت بن کر باقی رہ جاتے ہیں، جن سے اُن

کے مؤرخین اُن کے وجود اور اُن کے کارناموں کی تصدیق کرتے ہیں اور انہیں آثار سے زمانہ کی مختلف فنا پذیر تہذیبوں کی تاریخیں مرتب کرتے ہیں، اُسی طرح یہ مقامات سلطنتِ الٰہیّہ کے تمدنی آثار ہیں، اور ارتقا پذیر و بقا نصیب الٰہی و ایمانی تہذیب کی نشانیاں ہیں جنہیں مٹانا یا سُبک گردانا جہالت و ضلالت ہے اور جن کا احترام کرنا عین حکمت و سعادت ہے۔ سرچشمۂ دین و دیانت ہے۔اسی لیے قرآن حکیم میں کہا گیا ہے

وَمَنْ یُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ

(سورۃ حج : آیت نمبر ۳۲)

(۳)

دُعائے سمات پر ایک بار اور نظر ڈالیے۔دیکھیے کہ اس کی تاثیر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ مُہمّات میں فتح، دشمنوں کی شکست یا کسی بھی امرِ مُہم، کسی بھی درپیش مسئلہ کے حل کے لیے پُر اثر ہے سریع الاجابہ ہے۔لیکن اس کے متن میں شروع سے آخر تک نہ صراحۃً کہیں کوئی طلب فتح وظفر کی ہے، نہ کوئی بددعا دشمنوں

کے لیے، اور بھی کسی جزئی، شخصی یا وقتی مسئلہ کے لیے کوئی عرض و التماس نہیں ہے۔ شروع سے آخر تک صرف ربِّ کریم کے الطاف وعنایاتِ بے پایاں کا شکر گزارانہ اور ثنا گسترانہ ذکر ہے...... اور آخر میں حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر صلوات و درود کی اِستدعا ہے اور بس!

یہ ہے بلندیِ دستِ دُعا! حقیقت یہ ہے کہ ربِّ کریم کی حمد اور اس کے پیغمبر کی نعمت اور ذکر و درود بجائے خود الطافِ رُبوبیّت کے لیے ایک تحریک ہے۔ اُس کے روبرو حاضر ہو جانا ہی پناہ ہے!!! حقیقی دعا کی یہی شان ہوتی ہے!

(۴)

غور کیجیے تو حضرتِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ''صلوٰت'' ہی اِس عظیم الشان دعا اور اِس پُر شکوہ متن میں ''جانِ سُخن'' یا ''دُرِّ مقصود'' کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی سے اِس دُعا کے اِستناد، اس کی عظمت اور اس کی تاثیر کا راز منکشف ہوتا ہے۔ اس لیے کہ ''صلوٰت'' وہ ذکر اور وہ عمل

ہے جس میں ربِّ کریم نے خود کو اپنے بندوں کا شریکِ کار قرار دیا ہے۔ اور اس کی فرضیّت کو قرآنِ مجید میں انتہائی مؤثر پیرایہ میں بیان کیا ہے۔

یہ ارشادِ ربّانی بھلا کسے یاد نہ ہوگا :

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ ط

یَا اَیُّھَا الَّذِینَ آمَنوا صَلّوا عَلَیہِ وَ سَلِّمُوا تَسْلِیماً o

(سورۂ احزاب، آیت ۵۶)

''حق یہ ہے کہ اللہ اور اُس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تُم بھی اُن پر درود بھیجو اور اُن کے سامنے اِس طرح سرِ تسلیم خم کرو جو اطاعت و تسلیم کا حق ہے۔''

آیتِ کریمہ کے آخری فقرے ''و سَلِّموا تسلیما'' کا مشہور ترجمہ یہ ہے کہ ''اور اُن پر ایسا سلام بھیجو کہ جو سلام بھیجنے کا حق ہے'' --- لیکن میں نے جو ترجمہ کیا ہے ''اور اُن کے سامنے اِس طرح سرِ تسلیم خم کرو جو تسلیم و اطاعت کا حق ہے۔'' یہ ترجمہ ایک حدیث کی روشنی میں کیا ہے اور قرآنِ

مجید کی ایک اور آیت بھی اِس ترجمہ اور حدیث کی تائید میں موجود ہے۔ سورۂ مبارکہ نِساء کی ۶۵ ویں آیت میں ارشاد ہوا ہے :

''اِنَّھُم لا یُؤمِنُونَ حَتّیٰ یُحَکِّمُوکَ فِیمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُم لَا یَجِدُوا فِی اَنْفُسِھِمْ حَرَجاً مِمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوا تَسْلِیمًا''

''ہرگز اُن کا ایمان پورا نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے درمیان کے تمام اختلافات میں آپ کو حَکَم قرار نہ دیں اور جو کچھ آپ فیصلہ کریں یہ اُس سے اپنے دلوں میں تنگی بھی محسوس نہ کریں اور اس طرح سرِ تسلیم خم کریں جس سے اطاعت و تسلیم کا حق ادا ہو جائے۔''

بہر حال، ''صلوٰت'' ذکر ہے اور ''تسلیم'' عمل! آیت دونوں پہلوؤں کی جامع ہے۔ اور اِس وقت ہمیں ذکرِ ''صلوٰت''

یا دعائے دُرود کی اہمیت اور تاثیر سے بحث ہے۔ سورہ احزاب کی آیتِ صلوٰتُ وتسلیم اس بارے میں بہت روشن ہے۔ اَب ذرا نہج البلاغہ کا ایک فِقرہ بھی ملاحظہ فرما لیجیے! اِرشادِ مولیٰ علیہ السلام ہے :

''اِذا کَانَتْ لَکَ اِلیٰ اللّٰہِ سُبحانہٗ حَاْجَۃً فَابْدأ بِمَسْأَلۃِ الصَّلاۃِ علیٰ رسولہٖ صَلّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلہٖ وَسَلّم ثُمَّ سَلْ حَاجَتَکَ فَاِنَّ اللّٰہَ اَکْرَمُ مِنْ اَن یُسأَلَ حَاجَتَیْنِ فَیَقْضِی اِحداھُمَا وَ یَمْنَعُ الْأُخْرَیٰ''۔

''جب اللہ تبارک وتعالیٰ سے تمہیں کوئی حاجت طلب کرنی ہو، تو اپنے سوال کی ابتدا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰت کی استدعا سے کرو، پھر اپنی حاجت طلب کرو، اس لیے کہ اللہ اس سے بہت بلند ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب

کی جائیں اور وہ ایک پوری کرے دوسری نہ کرے۔" (نہج البلاغہ، کلمات قصار نمبر ۳۶۱ نسخہ، مفتی جعفر حسین)

کچھ بعید نہیں ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٗ وسلم ہی کے کسی فرمانِ مبارک کا ترجمان ہو اس لیے کہ بالکل اسی مضمون کو تقریباً ان ہی الفاظ میں مشہور اور مقدس صحابیِ رسولؐ جناب ابو درداءؓ نے بھی بیان کیا ہے۔ چناں چہ احادیث کے بعض مجموعوں میں اُن سے مَروی یہ الفاظ پائے جاتے ہیں :-

عن أبي الدرداء مِن قوله :

اِذا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ حاجَةً فأبْدأوا بِالصَّلاةِ عَلَى النَّبِيِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم فَاِنَّ اللّٰهَ تَعالىٰ اَكْرَمُ مِنْ أَن يُسْأَلَ حَاجَتَينِ فَيَقْضيَ اِحْدَاهُما وَيَرد الأُخْرىٰ "۔

ترجمہ تقریباً وہی ہے جو حضرت امیر علیہ السلام کے کلام کا ترجمہ اوپر گزر چکا۔

☆☆

یہ بھی بعید نہیں ہے کہ جناب ابو درداؓ نے حضرت امیر علیہ السلام کے ارشادِ مبارک سے استفادہ کیا ہو!

بعض مجموعوں میں یہی قول ابو سلیمان الدّارانی سے بھی روایت کیا گیا ہے مگر اساتذۂ حدیث نے اس روایت کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے۔

یہاں پر "صلوٰت وسلام" سے متعلق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمانِ گرامی بھی گوشِ دل میں محفوظ کر لینے کا مقام ہے:

"صَلاتُكُمْ عَلَيَّ تَبْلُغُنِي أَيْنَمَا كُنْتُمْ"

"مجھ پر تمہارا درود مجھ تک پہنچتا ہے چاہے تم کہیں بھی ہو۔"

فرمانِ مبارک کے یہ الفاظ مختلف صحابہ سے مروی ہیں۔

سبطِ اکبر حضرت امام حسنِ مجتبیٰ علیہ السلام کے واسطے سے اسی فرمانِ مبارک کے الفاظ اِس طرح ملتے ہیں:

"صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلاتَكُمْ وَتَسْلِيمَكُمْ يَبْلُغُنِي أَيْنَمَا كُنْتُمْ۔"

"مجھ پر درود بھیجا کرو کہ یقیناً تمہارا درود وسلام مجھ تک پہنچتا ہے چاہے تم کہیں بھی ہو۔"

اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے ایک روایت ان الفاظ میں بھی اسی فرمانِ گرامی کی شاہد بنتی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا :

''سَلِّمُوا عَلَیَّ فَاِنَّ تَسلِیمَکُم یَبلُغنِی اَینَمَا کُنتُم۔''

''مجھ پر سلام کیا کرو کہ یقیناً تمہارا سلام مجھ تک پہنچتا ہے چاہے تم کہیں بھی ہو!''

صلوٰۃ کے تعلق سے یہ امر بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ ہماری نمازوں میں بھی ''جانِ سخن'' کی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ تمام مُسلّم فُقہاء کا اجماع ہے کہ اگر نماز میں آنحضرتؐ پر صلوات نہ بھیجی جائے تو وہ نماز باطل ہے۔ گویا اور کسی دُعا کا کیا ذکر نماز جیسی عظیم ترین اور کاملِ ترین عبادت اور ثنائے الٰہی کی قبولیت کی ضمانت بھی یہی ''صلوٰت'' ہے!

حضرتِ امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کا اِرشاد ہے :

شَرُفَتِ الصَّلاۃُ بِالصَّلاۃِ عَلَیہِ۔ ''نماز نے آنحضرت پر درود بھیجے جانے سے شَرَف پایا''

☆☆

درود یا صلوٰت سے متعلق یہ مسئلہ بھی بہت اہم ہے کہ اُس کا صیغہ کیا ہونا چاہیے۔ محدثین اور فقہا نے اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ آپ نے فرمایا : ''مجھ پر اَدُھوری یا ناتمام صلوٰت نہ بھیجا کرو بلکہ جب بھی مجھ پر صلوٰت بھیجو اُس میں میری آل کو بھی ضرور شریک کیا کرو اصل الفاظِ روایت جو علامہ ابن حجر مکّی نے نقل فرمائے ہیں، یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

''لا تُصلّوا عليَّ الصَّلوٰةَ البتُر آء '' (الصواعق المحرقہ)

''مجھ پر ناتمام (یا بُریدہ) صلوٰت نہ بھیجا کرو۔''

اِس فرمانِ گرامی کا لفظی اور معنوی شاہد قرآنِ مجید میں سورۂ مبارکہ کوثر کا متن ہے۔ جس میں لفظ ''اَبتُر'' آیا ہے۔

دشمنانِ پیغمبرؐ جب آپ کو ''ابتر'' کا طعنہ دیا کرتے تھے تو آپ کی تسلّیِ خاطر کے لیے رب کریم نے یہ سورۂ مبارکہ نازل فرمایا تھا، لیکن ''ابتر'' کا طعنہ دلِ پیغمبرؐ کو کتنا زخمی کر گیا تھا اس کا اندازہ آپ کے اس فقرے سے ہوتا ہے جس میں آپؐ نے ''الصلوٰۃ البترا'' کی

ترکیب استعمال کی ہے اور اپنی پاک و پاکیزہ ''آل'' کا ذکرِ مبارک نظر انداز کرنے والوں کو کس قدر پُر سوز لب لہجہ میں متنبہ فرمایا ہے!

اصحاب کے استفسار پر کہ ''حضور! ہم آپ پر کس طرح صلوٰت بھیجیں؟'' آپ نے مختلف الفاظ و عبارات یا متعدد صیغے صلوٰت کے تعلیم فرمائے ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں :-

''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْد۔''

خود زیرِ مطالعہ متنِ دُعا، دُعائے سمات، میں جو کلماتِ درود ہیں وہ بعض اضافات کے ساتھ اسی اسلوب اور نہج پر واقع ہوئے ہیں!

''......اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی محمدٍ و آلِ محمدٍ و اَن تُبارِکَ علٰی محمدٍ و آلِ محمدٍ وَ تَرَحَّمَ عَلٰی محمدٍ و آلِ محمدٍ کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ وَبَارَکْتَ وَ تَرَحَّمتَ عَلٰی ابراھیم وَ آلِ اِبراھیم اِنَّکَ حمیدٌ مَّجید۔''

☆☆

یہاں پر ایک بحث اور بھی ہے، لفظِ ''آل'' سے متعلق، بعض حضرات ''آل'' سے ہر مومن و مسلم کو مراد لیتے ہیں۔ اور اِستدلال یہ کرتے ہیں کہ قرآنِ مجید میں آلِ فرعون سے مُراد فرعون کے سبھی ماننے والے ہیں۔ یہاں پر علامہ مُحسن علی نجفی کے الفاظ مستعار لینے کا جی چاہتا ہے، انہوں نے قرآنِ مجید کے اپنے تفسیر حواشی میں آیتِ صلوٰت (۵۶ / ۳۳) کے ضمن میں لکھا ہے

''نہ معلوم اُن کو آلِ فرعون کیوں یاد آتے ہیں جبکہ احادیث میں آلِ ابراہیم کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے۔............ تو تحقیق اس بات پر ہونی چاہیے کہ آلِ ابراہیم سے مراد کون ہیں؟ قرآن فرماتا ہے : لَقَدْ آتَیْنَا آلَ اِبْرَاھِیْمَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ (النساء: ۵۴) ہم نے آلِ ابراہیم کو کتاب و حکمت عنایت کی۔''

(تفسیر حواشی ص ۴۱۷)

علامہ شیخ محسن علی نجفی مزید لکھتے ہیں :

''چوں کہ کتاب وحکمت ابراہیمؑ کی ذریت کو عنایت ہوئی ہے لہٰذا یہاں بھی آل سے مراد ذرّیت ہیں۔ ثانیاً: اگر آل سے مُراد ہر مومن ہے تو انہیں درود بھیجتے ہوئے آل کے ذکر سے کترانا نہیں چاہیے۔ جبکہ یہ حضرات صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے اور کہتے ہیں۔ اور آل کا ذکر نہیں کرتے۔ ثالثاً، اگر آل سے مراد ہر مومن ہے تو پھر اصحاب وازواج کے الگ ذکر کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ بھی اہلِ ایمان کے ضمن میں آتے ہیں۔''

(القرآن الکریم، ترجمہ وحاشیہ (علامہ) محسن علی نجفی، دار القرآن الکریم، اسلام آباد، ۲۷، ۲۰۰۱ء)

بہر حال، کچھ لوگوں کے علاوہ فکری، نظریاتی، دلی اور عملی طور پر دنیا کے تقریباً تمام مسلمان اس پر متفق الرائے اور متحد الخیال ہیں کہ آنحضرت پر دُرود میں اُن کی ذرّیتِ طیبہ اور آل مُطَّہر بھی شریک ہے۔ خصوصاً نماز میں، اِس سلسلے میں حضرتِ امامِ شافعیؒ کے یہ دو اشعار بھی ضرب المثل کی سی شہرت رکھتے ہیں جو ان کے دیوان کے قلمی اور مطبوعہ سبھی نسخوں میں پائے جاتے ہیں :

یَا آلَ بیت رَسُولِ اللّٰہِ حُبُّکُم　　فَرضٌ مِنَ اللّٰہِ فی القُرآنِ اَنزَلَہُ

یَکفِیکُم مِن عَظِیمِ الفَخرِ اَنَّکُم　　مَن لَم یُصَلِّ عَلَیکُم لا صَلاۃَ لَہُ

(دیوان الشافعیؒ، محمد عفیف الزعبی، ص ۸۲)

''اے پیغمبرِ خدا کے گھرانے والو! تمہاری محبت اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرض قرار دی ہے۔ (اور) تمہارے عظیم فخر کے لیے یہ کافی ہے کہ جو تم پر درود نہ بھیجے اُس کی نماز ہی نہیں ہوتی!''

دُرود و صلوٰت کے ساتھ دُعائے سمات تمام اور مکمل ہو جاتی ہے اُس کے بعد دُعا گزار جو کچھ بھی حاجت و طلب رکھتا ہو رب کریم کے حضور میں عرض کر سکتا ہے۔ دُعا کے بعد چند چھوٹے چھوٹے فقرے بتائے گئے ہیں۔ وہ بھی غالباً مُنشآت علماء ہے اور اسی لیے اختلاف ہے کہ ابنِ فہدؒ نے کچھ کلمات تجویز کیے ہیں۔ ابنِ طاؤس نے کچھ اور شیخ کفعمیؒ نے کچھ اور۔

☆☆

جلسۂ درسِ دعا سے اُٹھتے اُٹھتے ایک بار پھر دعا کے بالکل

شروع کے الفاظ پر نظر ڈالتے جایئے تو شاید آخر تک ایک نئے نقطہ نظر سے تازہ تر مطالب کے سُراغ میں آپ خود ایک دَورہ مکمل کرلیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنّی اَسئلُکَ باسمک الِ..........

اے معبود برحق! میں تجھ سے درخواست کررہا ہوں ترے اُس نام کے ''توسُّل'' سے...... بعید نہیں ہے کہ یہ ''اسمِ مُستاثر'' کی طرف اشارہ ہو..........!

اس لیے کہ حضرت اِحدّیت عزاسمہٗ وجلَّ شأنہ کا جامع ترین اور عظیم ترین اسم گرامی تو حضرتِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی ذات گرامی ہے اور آپؑ کے بعد، آپ پر صلوٰۃ و سلام میں شریک، آپ کے نور پارے، آپ کے اہل بیتِ مُطہرین ومعصومین علیہم الصلاۃ و السلام اللہ تبارک وتعالیٰ کے وہ اَسمائے عظیمہ ہیں جن سے توسُّل صراطِ مستقیم سے حُسن تمسُّک اور حضرتِ احدیت پر کمالِ توکل کی علامت بھی ہے اور غایت بھی۔

وَالحَمدُ لِلّٰہِ اَولاً وَآخراً وَالحَمدُ لِلّٰہِ الَّذیْ ھدٰنا

لِهٰذا وَمَا کُنَّا لِنَهۡتَدِیَ لَوۡلَا اَنۡ هَدٰانَا اللّٰه لَقَدۡ جَائت رُسُلُ رَبِّنَابِالۡحَقِّ صَلوٰتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیۡهِمۡ اَجۡمَعِیۡنۡ

ناچیز!
عقیل عفی عنہ

دعائے سمات

متن و ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْماً

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ

وَعَجِّل فَرَجَھُم

اَللّٰھُم

اِنّیِ اَسْئَلُکَ

بِاسْمِکَ الْعَظِیْمِ الْأَ عْظَمِ

اْلأَعَزِّ

اْلأَجَلِّ اْلأَکْرَمِ

اَلَّذِی اِذَادُعِیْتَ بِهٖ عَلیٰ مَغَالِقِ اَبْوَابِ السَّمآءِ

لِلْفَتْحِ بِالرَّحْمَةِ اِنْفَتَحَتْ.

وَاِذَا دُعِیْتَ بِهٖ عَلیٰ مَضَآئِقِ اَبْوَابِ اْلأَرْضِ

لِلْفَرَجِ اِنْفَرَجَتْ

وَاِذَا دُعِیْتَ بِهٖ عَلیٰ الْعُسْرِ لِلْیُسْرِ

تَیَسَّرَتْ

وَاِذَا دُعِیْتَ بِهٖ عَلیٰ الْأَمْوَاتِ لِلنُّشُوْرِ

اِنْتَشَرَتْ

اے معبودِ برحق!

میں تجھ سے درخواست کر رہا ہوں

ترے اس نام کے توسل سے جو بہت بڑا ہے، سب سے بڑا،

سب سے زیادہ باعزت،

سب سے زیادہ باوقار، سب سے زیادہ کرم فرما ہے

جس کے ذریعہ سے آسمان کے بند دروازوں کے کھلنے کے لیے گزارش کی جائے تو وہ مہربانی کے ساتھ کھل جائیں۔

اور زمین کی تنگنائیوں کے لیے کشادگی کی التماس کی جائے تو وہ کشادہ ہو جائیں

اور مشکلوں میں آسانیوں کے لیے التجا کی جائے

تو وہ آسان ہو جائیں۔

اور مردوں کے زندہ ہو جانے کے لیے زاری کی جائے

تو وہ زندہ ہو جائیں

وَاِذَا دُعِیتَ بِه عَلیٰ کَشْفِ الْبَاسَآءِ وَالضَّرَّآءِ
اِنْکَشَفَتْ
وَبِجَلالِ وَجْهِکَ الْکَرِیم

اَکْرَمِ الْوُجُوهِ وَاَعَزِّالْوُجُوه
اَلَّذِی عَنَتْ لَهُ الْوُجُوه
وَخَضَعَتْ لَهُ الرِّقَابُ
وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَات
وَوَجِلَتْ لَهُ الْقُلُوْبُ مِنْ مَخَافَتِکَ
وَبِقُوَّتِکَ
اَلَّتِیْ بِهَا تُمْسِکُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلیٰ الْأَرْضِ
اِلَّا بِاِذْنِکَ
وَتُمْسِکُ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا
وَبِمَشِیَّتِکَ

اَلَّتِیْ دَانَ لَهَاالْعٰلَمُوْنَ

اور آفتوں مصیبتوں کے دور ہونے کے لیے منت کی جائے تو وہ دور ہو جائیں۔

اور (تیری بارگاہ میں سوالی ہوں) تری کرم گستر ذات کے جلال کے واسطے سے

جو سب سے زیادہ عظیم اور سب سے زیادہ باعزت ہے۔

جس کے آگے سبھی ذاتیں سرنگوں ہیں

اور ساری گردنیں خمیدہ ہیں

تمام آوازیں لرزاں

اور تمام دل ترے خوف سے ہراساں ہیں

اور (تری سرکار میں ملتجی ہوں) تری اس قوت کے سہارے سے

جس سے تو نے اپنی اجازت کے بغیر آسمان کو زمین پر گر پڑنے سے روک رکھا ہے

اور آسمانوں اور زمین کو فنا ہو جانے سے بچا رکھا ہے

اور (ترے دربار میں عرض پرداز ہوں) تری اس مشیت کے تصدق سے

تمام دنیائیں جس کی مطیع ہیں

وَبِكَلِمَتِکَ
الَّتِیْ خَلَقْتَ بِهَا السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضَ
وَبِحِكْمَتِکَ
الَّتِیْ صَنَعْتَ بِهَاالْعَجَآئِبَ
وَخَلَقْتَ بِهَا الظُّلْمَةَ
وَجَعَلْتَهٰا لَيْلاً
وَجَعَلْتَ اللَّيلَ سَكَناً
وَخَلَقْتَ بِهَا النُّورَ
وَجَعَلْتَهُ نَهٰارًا
وَجَعَلْتَ النَّهارَنُشُوْرًا مُبْصِرًا
وَخَلَقْتَ بِهاالشَّمْسَ
وَجَعَلْتَ الشَّمْسَ ضِيٰاءً
وَخَلَقْتَ بِهاالْقَمَرَ
وَ جَعَلْتَ الْقَمَرَ نُوْرًا
وَخَلَقْتَ بِهَا الْكَوٰاكِبَ
وَجَعَلْتَهٰا نُجُوماً وَبُرُوجاً وَ مَصابِيحَ وَزِيْنَةً
وَرُجُوماً

اور (تری ڈیوڑھی کا بھکاری ہوں) ترے اس کلمہ کے طفیل میں

جس سے تو نے آسمانوں اور زمین کو خلق فرمایا

اور (التماس کرر ہا ہوں) تری اس حکمت کے سہارے سے

جس سے تو نے حیرت انگیز خلقتیں بنائیں

اور جس سے تو نے تاریکی کو پیدا کیا

اور اس تاریکی کو رات بنایا

اور اسی رات کو ظرفِ سکون و سامان قرار بنا دیا

اور جس (حکمت) سے تو نے روشنی کو پیدا کیا

اور اس روشنی کو دن بنایا

اور دن کو زندگی کی تگ و دو اور دید و دریافت کی رزم گاہ بنا دیا

اور جس (حکمت) سے تو نے سورج کو پیدا کیا

اور اس سورج کو روشنی کا سر چشمہ قرار دیا

اور جس (حکمت) سے تو نے چاند کو پیدا کیا

اور اس چاند کو اجالے کا ذریعہ بنا دیا

اور جس (حکمت) سے تو نے کہکشائیں پیدا کیں

اور ان کہکشاؤں کو روشن ستاروں، آسمانی قلعوں، قدرتی چراغوں

،فطری سجاوٹوں اور حفاظتی ہتھیاروں کی صورتیں عطا کردیں،

وَجَعَلْتَ لَهٰا مَشٰارِق

وَمَغٰارِبَ

وَجَعَلْتَ لَهٰا مَطٰالِعَ وَمَجٰارِیَ

وَجَعَلْتَ لَهٰافَلَکاً

وَمَسٰابِحَ

وَقَدَّرْتَهٰا فِیْ السَّمٰآءِ مَنٰازِلَ

فَاَحْسَنْتَ تَقْدِیْرَهٰا

وَصَوَّرْتَهٰا

فَاَحْسَنْتَ تَصْوِیْرَهٰا

وَاَحْصَیْتَهٰا بِاَسْمٰآئِکَ اِحْصٰاءً

وَدَبَّرْتَهٰا بِحِکْمَتِکَ تَدْبِیْراً

فَاَحْسَنْتَ تَدْبِیْرَهٰا

وَسَخَّرْتَهٰا بِسُلْطٰانِ اللَّیْلِ وَسُلْطٰانِ النَّهٰارِ

والسَّاعٰاتِ وَعَدَدِ السِّنِیْنَ

اوران سب کے لیے چمک کر ابھرنے

اور بجھ کر ڈوب جانے کی جگہیں

اوران کے لیے نکلنے اور رواں دواں رہنے کے راستے

اوران کی سیر وگردش کے لیے دائرے

اور تیرنے کے لیے فضائیں بنائیں

اور آسمان بزرگ میں ان سب کی منزلیں مقرر فرمائیں

اور کیا اچھی منزلیں مقرر فرمائیں۔

اوران سب کو صورتیں بخشیں

اور کیا اچھی صورتیں بخشیں

اوران سب کو اپنے ناموں سے اس طرح شمار کیا کہ اس سے بہتر شمار نہیں کیا جا سکتا،

اور اپنی حکمت سے ان کا ایسا انتظام کیا کہ اس سے بہتر انتظام ممکن نہیں

اور کیا ہی خوب انتظام کیا،

اوراس سب کو رات کی سلطنت اور دن کی حکمرانی سے

اور گھڑیوں اور برسوں کی گنتیوں سے

وَالْحِسابِ

وَجَعَلْتَ رُؤْيَتَها لِجَمِيعِ النّاسِ مَرْئِيٍّ وَاحِداً

وَاَسْئَلُكَ

اللّٰهُمَّ بِمَجْدِكَ

الَّذِي كَلَّمْتَ بِهِ عَبْدَكَ وَرَسُولَكَ

مُوسَى بْنَ عِمْرانَ عَلَيْهِ السَّلامُ

فِي الْمُقَدَّسِيْنَ

فَوْقَ اِحْساسِ الْكَرُوْبِيْنَ

فَوْقَ غَمآئِمِ النُّورِ

فَوْقَ تابُوْتِ الشَّهادَةِ

فِي عَمُودِ النّارِ

وَفِي طُورِ سَيْنآءَ

وَفِي جَبَلِ حُوْرِيْثَ

فِي الوادِ الْمُقَدَّسِ

فِي الْبُقْعَةِ الْمُبارَكَةِ

مِنْ جانِبِ الطُّوْرِ الْأَيْمَنِ

اور پورے حساب سے مسخر کیا

اور ان سب کا منظر تمام انسانوں کے لیے بس ایک ہی نظر بھر کا رکھا،

اور میں تجھ سے سوال کر رہا ہوں

اے معبود برحق تری اس بزرگواری کے طفیل،

جس بزرگواری سے تو اپنے خاص بندے اور اپنے پیغمبر

عمران کے بیٹے موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوا

مقدس ہستیوں کے روبرو،

مقرب فرشتوں کی دھیمی آوازوں سے بلند تر،

اجالوں کے بادلوں سے پرے،

تابوت شہادت سے بالاتر،

بزیر مشعل

اور طور سینا میں

اور حوریث کے پہاڑ پر

اور وادیِ مقدس میں،

اس مخصوص مبارک مقام پر

داہنی جانب کے پہاڑ پر

مِنَ الشَّجَرَةِ

وَفِیْ اَرْضِ مِصْرَ بِتِسْعِ اٰیٰاتٍ بَیِّنٰاتٍ

وَیَوْمَ فَرَقْتَ لِبَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ

وَفِیْ الْمُنْبَجِسٰاتِ

الَّتِیْ صَنَعْتَ بِهَا الْعَجَآئِبَ فِیْ بَحْرِ سُوْفٍ

وَعَقَدْتَ مَآءَ الْبَحْرِ فِیْ قَلْبِ الْغَمْرِ کَالْحِجَارَةِ

وَجَاوَزْتَ بِبَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ

وَتَمَّتْ کَلِمَتُکَ الْحُسْنٰی عَلَیْهِمْ بِمَاصَبَرُوْا

وَاَوْرَثْتَهُمْ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبِهَا

الَّتِیْ بٰارَکْتَ فِیْهٰا لِلْعٰالِمِیْنَ

وَاَغْرَقْتَ فِرْعَوْنَ وَجُنُوْدَهُ

وَ مَرٰاکِبَهُ فِیْ الْیَمّ

ایک درخت کے ذریعہ سے (یا پہاڑ کی داہنی جانب یا مبارک پہاڑ پر ایک درخت کے ذریعہ سے)

اور مصر کی سرزمین پر تو نمایاں ترین علامتوں کے ساتھ

اور جس دن بنی اسرائیل کے لیے دریا کو دو پارا کیا

اور اس 'چشمہ زار' میں

جس سے تو نے گہرے سمندر میں عجائبات بنائے

اور دریا کے بہتے پانی کو اتھاہ گہرائی میں پتھر کی طرح جما کر رکھ دیا

اور بنی اسرائیل کو دریا عبور کرایا

اور ان کے صبر کے بدلے ان پر تیری نوازشیں پوری ہوئیں،

اُن پر نوازشوں کا بڑا وعدہ مکمل ہوا،

اور انہیں مشارق و مغارب زمین کا وارث بنایا

جس میں تمام لوگوں کے لیے برکتیں عطا کیں،

اور فرعون، اس کے لشکروں

اور سواریوں کو غرق کر دیا

وَبِاسْمِکَ

الْعَظِیمِ الْأَعْظَمِ

الْأَعَزِّ الْأَجَلِّ

الْأَکْرَمِ

وَبِمَجْدِکَ

الَّذِی تَجَلَّیْتَ بِهِ

لِمُوْسیٰ کَلِیمِکَ عَلَیهِ السَّلاٰمُ فِی طُورِ سَینآءَ

وَلِاِبْرٰهِیمَ عَلَیهِ السَّلاٰمُ خَلِیْلِکَ

مِنْ قَبْلُ فِي مَسجِدِ الْخَیْفِ

وَلِاِسْحٰقَ صَفِیّکَ عَلَیهِ السَّلاٰمُ

فِی بِئْرِ شِیعٍ

وَلِیَعْقُوبَ نَبِیِّکَ عَلَیهِ السَّلاٰمُ

فِی بَیْتِ اِیْلٍ

وَ اَوْ فَیْتَ لِأَبْرٰهِیمَ عَلَیهِ السَّلاٰمُ بِمِیثٰاقِکَ

وَلِأِسْحٰقَ بِحَلْفِکَ

وَلِیَعْقُوْبَ بِشَهٰادَتِکَ

اور میں سوال کرتا ہوں ترے اس نام کے توسل سے

جو بڑا ہے، سب سے بڑا ہے،

سب سے زیادہ باعزت، سب سے زیادہ باوقار،

سب سے زیادہ گرم گستر ہے۔

اور تیری اس بزرگواری کے طفیل میں

جس سے تونے تجلی فرمائی

اپنے کلیم موسیٰ (علیہ السلام) کے لیے طور سینا پر

اور اپنے خلیل ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے

پہلے مسجد خیف میں

اور اپنے برگزیدہ اسحاق (علیہ السلام) کے لیے

بئر شیع میں

اور اپنے نبی یعقوب علیہ السلام کے لیے

''بیتِ ایل'' (خدا کے گھر) میں

اور ابراہیم علیہ السلام کے لیے عہد و پیمان

اور اسحٰق علیہ السلام کے لیے اپنی قسم

اور یعقوب علیہ السلام کے لیے اپنی گواہی

وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ بِوَعْدِکَ

وَلِلدّٰاعِیْنَ بِاَسْمَآئِکَ

فَاَجَبْتَ

وَبِمَجْدِکَ الَّذِی ظَهَرَ

لِمُوسَیٰ بنِ عِمْرٰانَ عَلَیْهِ السَّلاٰمُ

عَلیٰ قُبَّةِ الرُّمّٰانِ

وَبِاٰیٰاتِکَ

الَّتِیْ وَقَعَتْ عَلیٰ اَرْضِ مِصْرَ

بِمَجْدِ الْعِزَّةِ وَ الْغَلَبَةِ

بِاٰیٰاتٍ عَزِیْزَةٍ

وَبِسُلْطَانِ الْقُوَّةِ وَ بِعِزَّةِ الْقُدْرَةِ

وَبِشَانِ الْکَلِمَةِ التّٰامَّةِ

وَ بِکَلِمٰاتِکَ

الَّتِیْ تَفَضَّلْتَ بِهٰا عَلیٰ اَهْلِ السَّمٰوٰاتِ

وَالْاَرْضِ وَاَهلِ الدُّنْیٰا وَاَهْلِ الْاٰخِرَةِ

اور مؤمنین کے لیے اپنا وعدہ پورا کیا

اور اپنے ناموں کے واسطے سے دُعا کرنے والوں کی دعائیں

مستجاب فرمائیں۔

اور میں سوالی ہوں تیری اس بزرگی سے جو ظاہر ہوئی،

عمران کے بیٹے موسیٰ علیہ السلام کے لیے

زمانے کے گنبدِ گرداں پر (گنبدِ انار پر)

اور میں (سوال کرتا ہوں) ترے ان معجزات کا واسطہ دے کر

جو سرزمین مصر میں ظاہر ہوئے

تیری سلطنت قاہرہ کی عظمت اور غلبہ کو ظاہر کرنے کے لیے،

نادر معجزات (یا انوکھی نشانیوں کے ذریعہ)

اور تری قدرت مطلقہ کے اعزاز سے

اور کلمۂ تامہ کی شان سے۔

اور میں سوال کرتا ہوں تیرے اس حکم کے واسطہ

جس کے ذریعہ تو نے آسمان اور زمین کے مکینوں اور دنیا و

آخرت والوں (غرضیکہ سبھی) پر مہربانی فرمائی

وَبِرَحْمَتِکَ

اَلَّتِیْ مَنَنْتَ بِهَا عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِکَ

وَبِاسْتِطَاعَتِکَ

اَلَّتِیْ اَقَمْتَ بِهَا عَلَی الْعَالَمِیْنَ

وَبِنُوْرِکَ

الَّذِی قَدْخَرَّمِنْ فَزَعِهِ طُورُ سَیْنَآءَ

وَبِعِلْمِکَ وَجَلاٰلِکَ وَ کِبْرِیَآئِکَ

وَعِزَّتِکَ وَجَبَرُوْتِکَ

اَلَّتِی لَمْ تَسْتَقِلَّهَا اَلْاَرْضُ

وَانْخَفَضَتْ لَهَا السَّمٰوٰاتُ

وَانْزَجَرَ لَهَا الْعُمْقُ اَلاَکْبَرُ

وَرَکَدَتْ لَهَا الْبِحَارُ وَالْاَنْهٰارُ

وَخَضَعَتْ لَهَا الْجِبَالُ

وَسَکَنَتْ لَهَا الْاَرْضُ بِمَنَاکِبِهَا وَاسْتَسْلَمَتْ لَهَا

الْخَلاَئِقُ کُلُّهَا

اور میں سوال کرتا ہوں تیری اس رحمت کے واسطہ سے

جس سے تو نے اپنی تمام خلقت پر احسان فرمایا

اور میں سوال کرتا ہوں تیری اس قدرت قاہرہ کے واسطہ

کہ جس سے تو نے تمام لوگوں، تمام جہانوں پر اپنی بندگی نافذ فرمائی۔

اور میں سوال کرتا ہوں ترے اس نور کے واسطہ سے

جس کی ہیبت سے طور سینا زمیں بوس ہو گیا۔

اور ترے علم، ترے جلال، تری کبریائی،

تری عزت اور تیرے جبروت کے واسطے دے کر سوال کرتا ہوں

زمین جن کا بار نہ اٹھا سکی،

اور آسمان جن کے لیے (عاجزی سے) جھک گئے،

اور عمقِ اکبر (یا اوقیانوس کی گہرائیوں) میں طلاطم پیدا ہوا،

اور سمندر و دریا جم کر رہ گئے،

اور پہاڑ سرنگوں ہو گئے۔

اور یہ زمین اپنے سر بہ فلک پہاڑوں کے ساتھ ساکن و ساکت ہو گئی، اور تمام خلقت سر بہ تسلیم ہو گئی!

وَخَفَقَتْ لَهَا الرِّیَاحُ فِی جَرَیَانِهَا
وَخَمَدَتْ لَهَا النِّیرَانُ فِی اَوْطَانِهَا
وَبِسُلْطَانِکَ
الَّذِی عُرِفَتْ لَکَ بِهِ الْغَلَبَةُ دَهْرَالدُّهُوْرِ
وَحُمِدْتَ بِهِ فِی السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرَضِیْن

وَبِکَلِمَتِکَ کَلِمَةِ الصِّدْقِ
الَّتِیْ سَبَقَتْ لِاَبِیْنَا اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَذُرِّیَّتِهِ
بِالرَّحْمَةِ
وَ أَسْأَلُکَ بِکَلِمَتِکَ
الَّتِیْ غَلَبَتْ کُلَّ شَیْئٍ
وَبِنُوْرِ وَجْهِکَ
الَّذِی تَجَلَّیْتَ بِهِ لِلْجَبَلِ
فَجَعَلْتَهُ دَکّاً وَ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقاً
وَبِمَجدِکَ
الَّذِیْ ظَهَرَ عَلٰی طُوْرِ سَیْنَآءَ

اور ہواؤں کے بھی دم گھٹ کر رہ گئے

اور آگ اپنی ہی جگہ بجھ کر رہ گئی!

اور میں سوال کرتا ہوں تیری سلطنت کے واسطے سے

جس کے ذریعے سے ہمیشہ ترا غلبہ نمایاں رہا ہے!

اور جس کی بناء پر آسمانوں اور زمینوں میں تری مدحت ہوتی رہی ہے۔

اور میں سوال کرتا ہوں ترے اس سچے کلمہ کے واسطہ سے

جو ہمارے باپ آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کے حق میں رحمت کے ساتھ جاری ہوا۔

اور میں سوال کرتا ہوں ترے اُس حکم کے واسطہ سے

جو ہر شے پر غالب ہوا۔

اور تیرے اُس نور کے واسطہ سے

جس کے ذریعہ تو اس پہاڑ پر جلوہ بار ہوا

اور اسے ریزہ ریزہ کر ڈالا، اور موسیٰ غش ہو کر گرے۔

اور تیری اُس بزرگواری کے واسطہ سے

جو طور سینا پر ظاہر ہوئی

فَکَلَّمتَ بِهِ عَبْدَکَ وَرَسُوْلَکَ مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ

وَبِطَلْعَتِکَ فِی سَاعِیرَ

وَظُهُوْرِکَ فِی جَبَلِ فَارَانَ

بِرَبَوَاتِ الْمُقَدَّسِیْنَ

وَجُنُوْدِالْمَلآئِکَةِ الصَّآفِّیْنَ

وَخُشُوْعِ الْمَلآئِکَةِ الْمُسَبِّحِیْنَ

وَبِبَرَکَاتِکَ

الَّتِی بَارَکْتَ فِیْهَا عَلٰی اِبْرَاهِیمَ خَلِیْلِکَ عَلَیْهِ السَّلاَمُ فِی اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهِ

وَبَارَکْتَ لِاِسْحٰقَ صَفِیِّکَ فِی اُمَّةِ عِیْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلاَمُ

وَبَارَکْتَ لِیَعْقُوبَ اِسْرَآئِیلِکَ فِی اُمَّةِ مُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلاَمُ

اور جس سے تو نے اپنے خاص بندے اور اپنے پیغمبر

عمران کے بیٹے موسیٰ سے گفتگو کی۔

اور تیری اُس طلعت کا واسطہ جو ساعیر[1] میں جلوہ ساماں

ہوگئی،

اور تیرے ظہور کے واسطہ سے کوہِ فاران پر،

پاکبازوں (معصوموں) کے پا اندازوں پر،

اور صف بستہ ملائکہ کے لشکر میں

اور تیری تسبیح کرنے والے (تری تنزیہہ و تجلیل ظاہر کرنے

والے) فرشتوں کے خشوع میں،

اور میں سوال کرتا ہوں تیری ان برکتوں کے طفیل

جو تو نے ابراہیم اپنے خلیل علیہ السلام کے لیے امّت محمد صلی

اللہ علیہ وسلم میں قرار دیں۔

اور اسحٰق اپنے منتخب بندے کے لیے امتِ عیسیٰ علیہما السلام

میں قرار دیں۔

اور یعقوب اپنے عبادت گذار کے لیے امت موسیٰ

علیہما السلام میں قرار دیں۔

---

[1] حضرت عیسیٰ کی مناجاتوں کی جگہ

وَبَارَکْتَ لِحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
فِیْ عِتْرَتِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ وَاُمَّتِہٖ
اَللّٰھُمَّ وَکَمَا غِبْنَا عَنْ ذٰلِکَ وَلَمْ نَشْھَدْہُ
وَ اٰمَنَّا بِہٖ وَ لَمْ نَرَہُ
صِدقاً وَعَدْلاً
اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَاٰلِ مُحَمَّدٍ
وَاَنْ تُبَارِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ
وَتَرَحَّمَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ
کَاَفْضَلِ مَا صَلَّیْتَ
وَبَارَکْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌمَّجِیْدٌ
فَعَّالٌ لِمَا تُرِیْدُ
وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیئٍ قَدِیْرٌ

اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ان کی عرت

اور ذرّیت اورامت میں قرار دیں۔

اے معبودِ برحق! جس طرح ہم پردۂ خفا میں رہے

اور ہم نے انہیں نہ دیکھا، پھر بھی ہم ان پر ایمان لائے،

پوری سچائی اور پوری امانت داری

تو (ہم سوال کرتے ہیں، دعا کرتے ہیں کہ) درود نازل فرما محمد

اور آل محمد پر۔

اور برکتیں نازل فرما محمد اور آل محمد پر

اور رحمت فرما محمد اور آل محمد پر

اس سے بہتر کہ جو تو نے درود نازل فرمایا،

برکت و رحمت فرمائی، ابراہیم اور آل ابراہیم پر۔

بے شک تو ستودہ صفات والا بزرگوار ہے

اور تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے،

ہر شے پر گواہ، ہر شے پر حاضر و ناظر ہے!

اَللّٰھُمَّ بِحَقِّ ھٰذَا الدُّعَآءِ

وَ بِحَقِّ ھٰذِہِ الاَسْمَآءِ

الَّتِي لاٰ یَعْلَمُ تَفْسِیرَھَا وَلاٰیَعْلَمُ بَاطِنَھَا غَیْرُکَ

صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ

وَافْعَلْ بِی مٰااَنْتَ اَھْلُہٗ

وَلاٰتَفْعَلْ بِی مٰااَنَا اَھْلُہٗ

وَاغْفِرْلِی مِنْ ذُنُوْبِی مٰاتَقَدَّمَ مِنھٰا وَمَا تَاَخَّرَ

وَوَسِّعْ عَلَیَّ مِنْ حَلاٰلِ رِزْقِکَ

وَاکْفِنِی مَؤُنَةَ اِنْسٰانِ سَوْءٍ وَجٰارِسَوْءٍ وَقَرِینِ سَوْءٍ

وَسُلْطَانِ سَوْءٍ

اِنَّکَ عَلیٰ مٰاتَشَآءُ قَدِیرُ

وَبِکُلِّ شَیْیءٍ عَلِیمُ

آمِیْنَ رَبَّ العٰالَمِیْنَ

اے معبودِ برحق! اِس دعا کا واسطہ

اور اِن اسماء کا واسطہ

جن کی ظاہری اور باطنی حقیقتوں کو تیرے سوا کوئی نہیں جانتا۔

رحمت فرما محمد اور آلِ محمد پر

اور مجھ سے وہ سلوک فرما جو تیرے شایانِ شان ہے

اور وہ سلوک نہ فرما جس کا میں سزاوار ہوں

اور میرے گذشتہ و آئندہ گناہوں کو معاف فرما دے۔

اور مجھ پر اپنے رزق حلال کی ارزانی فرما

اور مجھے بچا لے بُرے لوگوں، بُرے پڑوسیوں، بُرے دوستوں اور بُرے حاکموں کی نیازمندی سے!

یقیناً تو اپنے ہر ہر ارادے پر پوری قدرت

اور ہر ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔

اے ساری کائنات کے پروردگار! میری دعا کو قبول فرما۔

یا اَللّٰهُ

یا حَنّٰانُ

یا مَنّٰانُ

یا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یا ذَاالْجَلٰالِ وَالْاِکْرٰامِ

یا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذَا الدُّعَآءِ......الخ

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذَا الدُّعَآءِ

وَبِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمآءِ

الَّتِی لٰا یَعْلَمُ تَفْسِیْرَهٰا وَلٰا تَاْوِیْلَهٰا

وَلٰا بٰاطِنَهٰا وَلٰا ظٰاهِرَهٰا غَیْرُکَ

اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ

وَاَنْ تَرْزُقَنِی خَیرَ الدُّنیٰاوَالْاٰ خِرَةِ

اے معبودِ برحق!

اے بے انتہا محبت کرنے والے!

اے بے انتہا احسان کرنے والے!

اے آسمانوں کے اور زمین کے سجانے، سنوارنے والے،

اے جاہ وجلال والے! اے عظمت اور احسان والے،

اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے!

اے معبود! اس دعا کا واسطہ اور...... الخ

(علامہ مجلسی نے مصباح سید ابن باقی سے نقل فرمایا ہے کہ انہوں نے کہا: دعائے سمات کی تلاوت کے بعد یہ جملے کہے:)

اے معبودِ برحق! اس دعا کا واسطہ

اور واسطہ ان اسماء کا،

جن کی تفسیر، تاویل،

باطن، ظاہر ترے سوا کوئی نہیں جانتا،

صلوٰت نازل فرما، محمد اور آلِ محمد پر

اور مجھے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرما۔

(اتنا کہہ کر اپنی مخصوص حاجت طلب کرے۔ پھر کہے)

وَافْعَلْ بِیْ مَااَنْتَ اَهْلُهٗ

وَلَا تَفْعَلْ بِیْ مَا اَنَا اَهْلُهٗ

وَ انْتَقِمْ لِیْ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ

وَاغْفِرْلِی مِنْ ذُنُوْبِی مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَأَخَّرَ

وَلِوَالِدَيَّ وَلِجَمِيْعِ الْمُئومِنِيْنَ وَ الْمُئومِنَاتِ

وَ وَسِّعْ عَلَيَّ مِنْ حَلَالِ رِزْقِکَ

وَاكْفِنِیْ مَئُونَةَ اِنْسَانِ سَوْءٍ وَجَارِ سَوْءٍ

وَ سُلْطَانِ سَوْءٍ وَ قَرِيْنِ سَوْءٍ

وَيَوْمِ سَوْءٍ وَسَاعَةِ سَوْءٍ

وَ انْتَقِمْ لِیْ مِمَّنْ يَكِيْدُنِی

وَ مِمَّنْ يَبْغِیْ عَلَيَّ

وَيُرِيْدُ بِی وَبِاَهْلِی وَاَوْلَادِیْ وَاِخْوَانِیْ

وَجِيْرَانِی وَقَرَابَاتِی مِنَ الْمُؤمِنِينَ وَالْمُؤمِنَاتِ

ظُلْماً.

اور میرے ساتھ وہ سلوک فرما جس کا تو اہل ہے۔

وہ سلوک نہ فرما جس کا میں مستحق ہوں

اور میری طرف سے......فلاں ابن فلاں سے انتقام لے۔

(یہاں فلاں ابن فلاں پر اپنے دشمن کا نام لے)

اور میرے اگلے پچھلے سارے گناہوں کو بخش دے

اور میرے والدین اور تمام مؤمنین ومؤمنات کے (بھی تمام اگلے پچھلے) گناہوں کو بخش دے۔

اور اپنے رزقِ حلال سے مجھ پر کشادگی اور کشائش فرما

اور مجھے بچالے! بُرے انسانوں، بُرے ہمسایوں،

بُرے حاکم، بُرے ساتھی،

بُرے دن اور بری ساعت سے!

اور میرا انتقام لے لے، ہر اس فرد سے، جو مجھے دھوکا دے،

جو مجھ پر زیادتی کرے،

جو میرے اور میرے اہل واولاد، میرے بھائیوں،

میرے پڑوسیوں اور مؤمنین ومؤمنات میں سے میرے نزدیکیوں پر ظلم وزیادتی کا خواہاں ہو،

اِنَّکَ عَلیٰ مَا تَشاۤءُ قَدِیرُ

وَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمُ

آمِینَ رَبَّ الۡعَالَمِیۡنَ.

اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذَا الدُّعاۤءِ

تَفَضَّلۡ

عَلیٰ فُقَرَآءِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُؤۡمِنَاتِ

بِالۡغِنیٰ وَ الثَّرۡوَةِ

وَ عَلیٰ مَرۡضَی الۡمُؤۡمِنِینَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ

بِالشِّفاۤءِ وَالصِّحَّةِ

وَعَلیٰ اَحۡیاۤءِ الۡمُؤۡمِنِینَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ

بِاللُّطۡفِ وَالۡكَرَامَةِ.

وَ عَلیٰ اَمۡوَاتِ الۡمُؤۡمِنِینَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ

بِالۡمَغۡفِرَةِ وَ الرَّحۡمَةِ

وَعَلیٰ مُسَافِرِی الۡمُؤۡمِنِینَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ بِالرَّدِّ

اِلیٰ اَوۡطَانِهِمۡ سَالِمِیۡنَ غَانِمِیۡنَ

یقیناً تو جو چاہتا ہے اس کی قدرت رکھتا ہے

اور ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے۔

اے سارے جہانوں کے پالنے والے! میری دعا قبول فرما لے!!

اے معبودِ برحق! اس دُعا کا واسطہ،

مہربانی فرما

(اور) نادار مؤمنین و مؤمنات کو

بے نیازی اور ثروت،

بیمار مؤمنین و مؤمنات کو

شفا اور صحت

اور زندہ مؤمنین و مؤمنات کو

عزت

اور مردہ مؤمنین و مؤمنات کو

مغفرت اور رحمت

اور مسافرینِ مؤمنین و مؤمنات کو اُن کے وطنوں تک سلامتی

اور فائدہ مندی کے ساتھ واپسی نصیب فرما۔

بِرَحْمَتِکَ

یٰاَرْحَمَ الرّٰاحِمِینَ

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خٰاتَمِ النَّبِیِّیْنَ

وَ عِتْرَتِهِ الطّٰاهِرِیْنَ

وَ سَلَّمَ تَسْلِیماً کَثِیراً.

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ

بِحُرْمَةِ هٰذَا الدُّعآءِ

وَبِمٰافٰاتَ مِنْهُ مِنَ الْأَسْمآءِ

وَبِمٰا یَشْتَمِلُ عَلَیْهِ مِنَ التَّفْسِیرِ وَ التَّدْبِیرِ

الَّذِي لاٰ یُحِیطُ بِهِ اِلاّٰ اَنْتَ

اَنْ تَفْعَلَ بِی..........

تجھے تری رحمت کا واسطہ

اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے

اور درود نازل فرما ہمارے آقا محمد خاتم النبین

اور ان کی پاکیزہ عترت پر

بہت بہت سلام بھیج جو سلام بھیجنے کا حق ہے۔

اے معبودِ برحق! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں

اس دُعا کی حرمت کے طفیل

نیز جو ''اسماء'' اس میں رہ گئے ہیں

اور (اس دعا کی) اُس تفسیر اور تدبیر کے واسطے سے

جس کا تیرے سوا کوئی حاطہ نہیں رکھتا،

کہ میرے لیے سرانجام فرما......

(دعا گزار اس کے آگے اپنی مخصوص حاجت ذکر کرے)

مسکِ ختام

جی چاہتا ہے کہ جس نامِ نامی، اسمِ سامی اور واسطۂ گرامی سے اِس رسالۂ تجلیات یعنی شرحِ دعائے سمات کو حسنِ انتساب کا اعزاز دیا گیا ہے اُسی دُرجِ گہر کا ایک گوہرِ شہوار اِس وجیزے کے اختتام پر مسک و مُہر ختام قرار دیا جائے۔

احادیث کے مستند اور معتبر مجموعوں میں یہ روایت آئی ہے کہ قُرۃ العینِ مصطفیٰؐ حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا نے فرمایا:

"روزِ جمعہ جس وقت کہ نصفِ قرصِ آفتاب غروب ہو چکا ہو کوئی دعا رد نہیں کی جاتی"

سیدۂ کونین سلام اللہ علیہا کے اس ارشادِ گرامی کو آویزۂ گوشِ دل بنائیں اور تمام رُواۃ، علماء اور عُبّاد کی یہ تاکید پیشِ نظر رکھیں کہ :

"ویستحب الدُّعاءُ بہٖ فی آخِرَ

ساعةٍ من نھارِ الجمعه"

"مستحب ہے (بہتر ہے) کہ دعائے

سمات روزِ جمعہ کی آخری ساعتوں میں تلاوت کی

جائے"

دونوں روایتوں کو تطبیق دے کر حصول مدّعا اور مسرتِ فردوس کشا سے بہرہ یاب ہوں۔ فیضانِ تجلیات سے فیض یاب ہوں!

از ناکسی بنال و جبیں برزمیں بسای

کلک و وَرق بیفکن و دستِ دعا برار

تا کسوتِ وجودِ شب و روز را بہ دہر

ازتابِ مہر و پرتوِ ماہ است پو دو تار

تاسینہ راست نالہ در انداز کا و کاو
تادیدہ راست جوشِ نگہ ساز خار خار

تا سجدہ راست در رہِ حق مژدۂ قبول
تا عذر راست بردرِ بخشش نوید بار

تا شاخ را زِعَیش بود غنچہ خندہ ریز
تا ابر رازِشوق بود دیدہ اشکبار
(غالبؔ)

سُبحان رَبّکَ رَبِّ العِزہِ عَمّا یَصِفُون
وَ سَلامٌ علیٰ الُمرُسَلِینْ
والحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالِمِین

قطعۂ تاریخ

ڈاکٹر سید مسعود حسن رضوی مسؔعود ردولوی

مقبولیت بہ دوش دعائے سمات ہے
یہ اِک دُعا۔ دعاؤں کی جیسے برات ہے
ہے علم اِس دعا کا جسے جانتا ہے یہ
واجب نہیں۔ پہ تکملۂ واجبات ہے
صد شکر اِس کی شرح لکھی اُس عقیل نے
جو اپنے علم و فضل میں اِک کائنات ہے
تاریخِ طبع غیب سے مسؔعود کو ملی
کسبِ تجلیات ثنائے سمات ہے

۲۰۰۳ء

TAJALLIYĀT

EXEGESIS OF DUĀ-E-SIMĀT

BY

ALLAMA

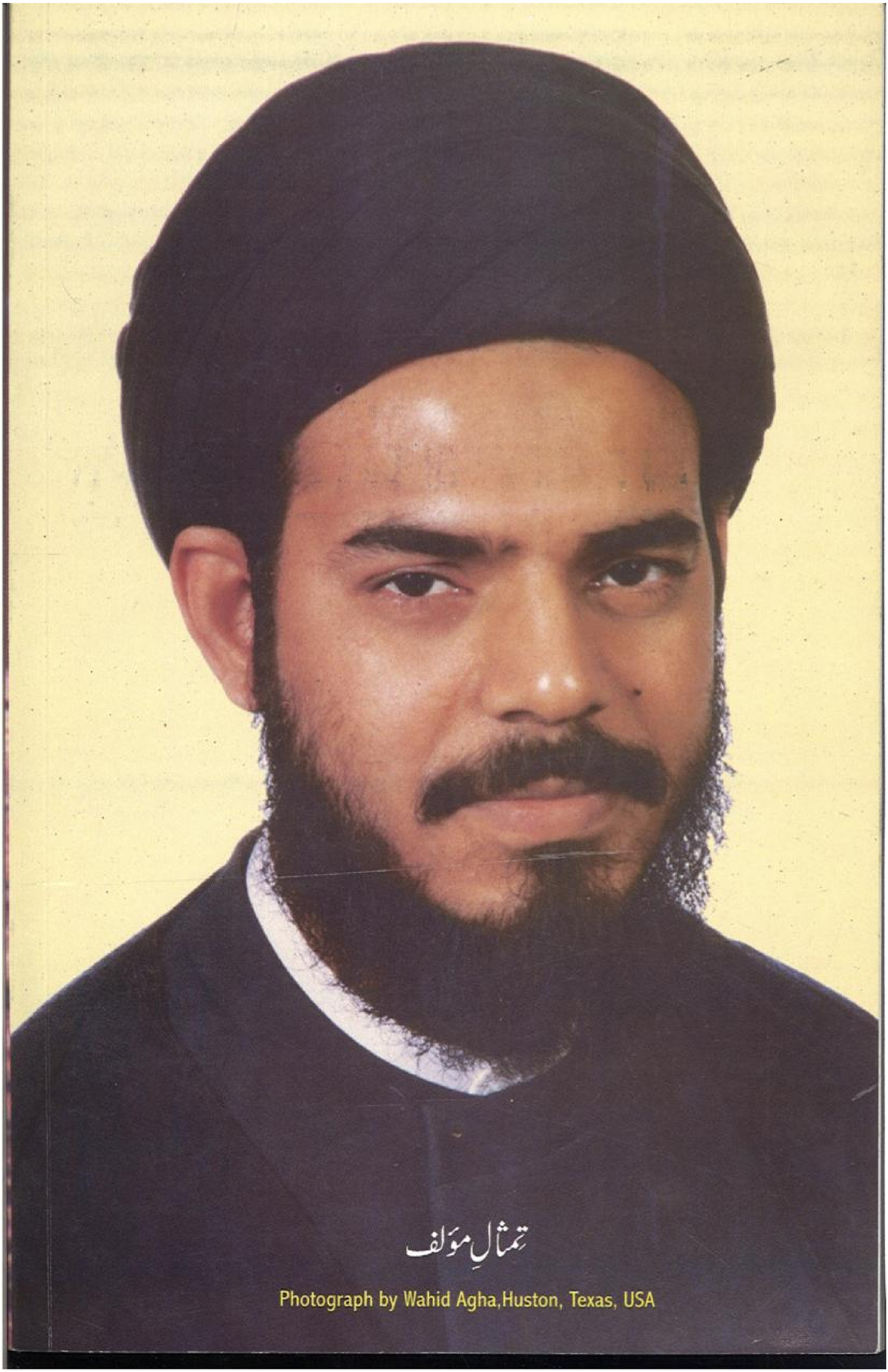
SAYYID AQEEL ALGHARVI

Published by :

MAKTABA-E- KĀINĀT. DELHI

2003

Price:- Rs. 51/ 00



تمثالِ مؤلف

Photograph by Wahid Agha,Huston, Texas, USA